Open Access

Al-Irfan(*Research Journal of Islamic Studies*)

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*

Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 08, Issue 16, July-December2023,

Email: alirfan@mul.edu.pk

سامی ادیان میں تصوف کے تصورات اور تجربات کا تقابلی جائزہ

Conception and experiences of Mysticism in Semitic religions (A Comperative review)

Saima Shehzadi

Lacturer islamiyat, Government graduate college for women baghbanpura Lahore

madamsahi8@gmail.com

Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari

Head Islamic Studies Department University of Gujrat

ABSTRACT

Spiritual experiences and the attainment of enlightenment had been a favorite subject and spiritual need of humanities since day first. This article examines the experiences and core beliefs of mysticism in Semitic religions in a narrative and analytical style. Man goes to great lengths to gain power and success in social affairs, but the other side of the picture is that arrangements for the peace of the soul could not be attained by an aristocratic lifestyle. It is a fact that history is not unfamiliar with the experience and statements of Sufism. A group of people striving for spiritual perfection has a special position in the history of religions. The characteristic of Semitic religions is their rightful claim, that is, ALLAH gave these religions unique from other religions. Then, in his last book the Holy Quran, he mentioned the habits, beliefs, religious and spiritual experiences, and faith of these religions in detail compared to other religions. This research will present a comparative analysis of mystic experience, status, styles, aims of austerity, and tradition of spiritual experiences in Semitic religions. Hence, the similarities and differences.

Keywords:

Semitic Religion, Mysticism, Enlightenment, Spiritual Need, Striving. Spiritual Experiences.

https://doi.org/10.58932/MULB0016

تعارف

تصوف کا مادہ ابتدا سے ہی بشریت میں موجزن رہا ہے۔ بشر میں دو طرح کے رجحان غالب ہوتے ہیں۔ پہلا دنیا پرستی کا جس میں وہ مال و دولت، شہریت اور ملک کے حصول کے لیے اپنا دین، ایمان، ظاہر و باطن سب چیزوں سے لا تعلق ہو جاتا ہے اور دوسرا گروہ تارک الدنیا کا ہے، جو کبھی دوسروں کے رویوں سے دل برداشتہ ہو کر اور کبھی خود کو گناہوں سے بچانے کے لیے یا دوسروں کو اپنے غلط رویوں سے محفوظ کرنے کے لیے معاشرے سے الگ ہو جاتے ہیں۔ تصوف کے اثرات اور کشش مردوں اور عورتوں میں یکساں پائے جاتے ہیں۔ ابتدا میں تصوف تنہا اور خلوت میں وقت گزارنے کی طرز اپنایا گیا پھر رفتہ رفتہ ان سوختہ قلب افراد کے لیے درد دل رکھنے والے سالکین کی جانب سے خانقاہوں کا انتظام کیا گیا۔ ان خانقاہوں میں خالق برحق کی تلاش کے ساتھ خودی سے متعارف ہونے کی سعی بھی کی گئی۔ ان خانقاہوں میں مقیم افراد نے فارغ البالی اور گہرائی، فکر و نظر کے باعث بہت سے فلسفے متعارف کروائے۔ یہودیوں میں تصوف سے مربوط مکتبہ فکر کو "کبالہ" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ پھر عیسائیت مذہب دنیا میں ایا تو اس نے آغاز میں ہی خود کو داعی رہبانیت کے طور پر متعارف کروایا، اور تصور خودی اور تلاش خدائے واحد کا مسلک سخت ریاضت، نفس کشی اور خود اذیتی کے تجربات اور عقائد لے کر نمودار ہوا۔ چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی عیسائی رہبانیت کی تاریخ میں بدنام زمانہ دورانیہ پر مشتمل تھی۔ عیسائی مرد اور عورتیں ہزاروں کی تعداد میں خانقاہوں میں نفس کشی کی تربیت کے لیے حاضر رہتے۔ یہود کے عقائد میں عملی اور باطنی بگاڑ آچکا تھا لیکن پھر رحمت الٰہی کو جوش آیا اور خالق کائنات رسول اکرم ﷺ کو بھٹکی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کے بلند پایہ ہونے پر قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ (1)

"اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ الٰہیہ سے متّصف ہیں)۔"

اسلام میں تصوف کے یعنی اسلامی تعلیمات اور اقدار پر درست انداز میں عمل پیرا ہونے والے اوّلین صوفیاء کرام خود صحابہ کرام تھے۔ لیکن "صوفی" کی اصطلاح تاحال مستعمل نہ تھی۔ دنیا سے کنارہ کشی کا دور خلفاء راشدین کی دنیا سے پردہ کر جانے کے بعد سیاسی انحطاط کے بعد شروع ہوا اور اکابر صحابہ وتابعین نے خود کو سیاسی معاملات سے الگ کر کے اپنی زندگی درس وتدریس اور اسلامی اخلاق کی تعلیمات دینے کے لیے درسگاہوں میں وقف کر دی۔ ان میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ، حضرت ابوزر غفاریؓ جب دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نام شامل ہیں۔ البتہ اس ابتدائی طور میں

(1) سورۃ القلم 4/28

بھی کسی قسم کے متشددانہ ریاضت کی مثال نہیں ملتی۔اسلامی تاریخ میں پہلا صوفی ہاشم الکوفی (م ۱۶۰ھ) کو شمار کیا جاتا ہے جبکہ باقاعدہ تصوف کے سلوک و تجربات پر عام تعلیمات سے ہٹ کر مخصوص رویوں پر عمل کیا گیا۔ تصوف کا تصور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے اور اس کا اصل مقصد کی مخلوق کو معبود تک پہنچانا ہے۔اولیاء کرام رحمۃ اللہ صوفیاء کرام نے احکامات اسلامی کی اطاعت میں ریاضت اور عبادت کے بہترین امتزاج کے ساتھ سالکین کو معاشرتی نظام کا حصہ بننے میں رہنمائی فرمائی۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جس نے فقہ کی تعلیم حاصل کی لیکن تصوف سے اشنانہ ہوا اس نے فسق کیا۔اور جس کو تصوف کے راز نصیب ہوئے لیکن اس نے دین کا تفقہ حاصل نہ کیا وہ بے دین ہوا۔ پختگی ایمان اس کی ہے جس نے ان دونوں کو حاصل کیا۔"(1)

سید علی ہجویری فرماتے ہیں:

"تصوف حق ہے اور اس سے انکار کرنا جملہ انبیاء علیہ السلام اور احکام شریعت سے انکار کرنا ہے۔"(2)

یہود میں تصوف کے تصورات

یہود کو سامی ادیان میں اوّلین ہونے کا شرف حاصل ہے یعنی تاریخ اقوام عالم میں سب سے پہلے باقاعدہ الہامی کتاب کا نزول یہود پر ہوا۔ دعوت توحید تو روزِ اوّل سے ہی بشر کے اسباق میں شامل تھی۔اور غور و فکر و فلسفہ کی تاریخ بھی قبل از یہود پائے جاتے تھے۔اس لیے یہودی تصوف کو بھی دیگر اقوام سے ماخوذ تصور کیا گیا یہودی تصوف کے بارے میں Dr Edwyn Arbion فرماتے ہیں:

"یہود مذہب ظاہر پرستی ہے جس میں باطنیت کی گنجائش نہیں ہے۔ان کے اطوار عبادت و معاشرت سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم یہود معاشرے یا مذہبی جماعتوں میں بھی مکاشفات، پیشنگوئیاں اور الہامات پائے جاتے تھے۔ لیکن یہود مذہب کو باقاعدہ تصوف سے فیلو(Philo) نے روشناس کروایا۔ لیکن اگر فیلو کے صوفیانہ نظریات و تجربات کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان معاملات میں فیلو یہودی نہیں بلکہ یونانی افکار کا پیروکار ہے۔"(3)

---

(1) زروق ابو العباس احمد بن احمد، قواعد تصوف

(2) ہجویری، سید علی، کشف المحجوب

(3)Edwyn Arabíon, Dr.Leacy of Ísrael, Oxford Press. 1948. P 47

اگرچہ Dr Edwyn کا بیان تجزیاتی نتیجے پر مبنی ہے لیکن اس ضمن میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہودیت میں تصوف محض یونانی اقدار اور رواج کا چربہ ہے کیونکہ یہودیت توحیدی مذہب ہے اور توحید کا سبق پڑھنے والوں کو تلاش حق کا سبق دیگر اقوام سے لیناپڑے وہ بھی ایسی قوم جو سینکڑوں دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی قائل ہو تو ایسا بیان قابل قبول نہیں۔جب کہ یہودیت کو تصوف کی جانب راغب کرنے پر کتاب استثناء کا بیان موجود ہے۔

"پس اے اسرائیل تیرا خداوند تجھ سے اس کے سوااور کیا چاہتا ہے کہ اپنے خداوند کا خوف مانے اور اس کے بتائے ہوئے راستے پہ چلے، اور اسی سے محبت کرے، اور اپنے کامل دل و جان سے اس خداوند کی بندگی کرے اور خداوند کے جواحکامات اور آئین میں تمہیں بتاؤں گاان پر عمل کرتا کہ تیری خیر ہو۔"(1)

یہودی تصور تصوف کے بارے میں دیگر اقوام سے مستعار لینے کا بیانیہ تو چاہے اس قدر تقویت نہ رکھتا ہو لیکن ان کے ظاہر پرست ہونے کی تصدیق کے بعد ان کا تصوف کی گہرائی اور اس کے اصل مقصد یعنی حصول رضائے الٰہی سے شناسائی معبود بر حق کے وصل پر بحث علماء میں عام رہی ہے۔اس ضمن میں مظہر الدین صدیقی فرماتے ہیں:

"یہودی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ انسان اپنے افعال اور ان کی جزاو سزا کا خود ذمہ دار ہے۔یہود میں بہ نسبت ایمان، اعمال کی اہمیت زیادہ ہے۔لہٰذا یہودیت محض عقیدہ نہیں مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں ہر عمل کو رضائے الٰہی کے تابع بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔یہودی تصورات حق و باطل اور خیر و شر کو محض عبادات تک مخصوص نہیں رکھتے بلکہ انہیں زندگی کے ہر معاملے کے ساتھ مطابقت کی کوشش کرتے ہیں۔"(2)

مباحث بالا کے نتیجے میں یہ کہنا نہایت مناسب ہو گا کہ یہودیت میں تصوف کے تصورات خالصتاً توحیدی نقطہ نظر کے حامل ہوتے تھے۔یعنی باطنی پاکیزگی کے حصول کے لیے مراقبہ، وردیا مشق کرنا۔دیگر اقوام سے متاثر چند روایات سے ماخوذ قرار نہیں دے سکتے۔

یہود میں تصوف کے تجربات

بنیادی طور پر انسان زندگی کا آغاز تنہائی و گوشہ نشینی سے ہوئی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بحیثیت بشر ہوئی اور اوّلین بشر ہونے کے باعث انہیں طویل عرصے تک تنہائی میں اپنے اللہ سے رجوع کرنے کا موقع ملا۔لہٰذا انسانیت کا تصوف کے تصور اور تجربے سے عاری ہونا یا اس کی تاریخ کے بابت مباحث بھی مختلف طبقہ ہائے فکر کی اپنے فلسفہ کی تسکین ہے۔تصوف تو پہلے انسان کے ساتھ ہی دنیا میں آیا۔ہر الہامی مذہب تزکیہ نفس اور تکمیل اخلاقیات کا درس دیتا ہے۔یہود

(1)Holy Bible- Exemption 10:12-14, London press 1956. P 483

(2)صدیقی محمد مظہر الدین۔اسلام اور مذاہب عالم

تجربات تصوف کو یونان سے ماخوذ کرنا نامناسب ہے۔ ہر انسان دنیا میں کسی کام کی ادائیگی مستحسن طریقے سے انجام دینے کے لیے کسی دوسرے کے طریقے سے متاثر ہو کر اس سے اختیار کرنا روحانی تجربات کی یکساں روش کو ثابت نہیں کرتا۔

"یہود میں تصوف کے نظریات دیگر مذاہب سے مختلف ہیں دیگر مذاہب تصوف کے تجربات ذات حق کے مشاہدہ کے لیے کیے جاتے ہیں جبکہ یہود کا مقصد خدائی عرش کا جلالی مشاہدہ کرنا ہے۔ان کے کشف والہام کا دائرہ کار عرش خداوندی کے مشاہدے تک محدود ہے یعنی اللہ کی طاقت اور حکمت کا دائرہ کار معلوم کرنا ہے جو کہ ان کے مطابق تخلیق کے آدمؑ کے اصرار کا حامل ہے۔"(1)

یہودی تصوف میں تجربات حقیقی تصوف کے تقاضوں یعنی رحمت الٰہی کے حصول سے متزلزل نظر آتے ہیں ان میں مذہبی تجربات کی مانند روحانی تجربات بھی حصول اہوائے نفس کے مطیع نظر آتے ہیں۔ مذہبی بالادستی کی سوچ کی مانند یہود تصوف میں بھی اپنی علمی بالادستی کے قیام کی سعی کرتے نظر آتے ہیں۔

"یہود قرب خداوندی کے حصول کے بجائے اسرار ذات الٰہی وکائنات کی حقیقت جاننے میں مصروف نظر آتے ہیں جو حرمت توحید اور اسرار صفات الٰہی کی حرمت سے کھلی جنگ کے مترادف ہے۔یہود صوفیاء کی ریاضت، علم نجوم، علم جغرافیہ اور علم الاعداد کے ارد گرد گھومتی ہے۔ان کے مطابق گنتی کے 10 اعداد اور عبرانی حروف الجبرہ کے 22 حروف اپنے اندر غیر معمولی خصوصیت کو سموئے ہوئے ہیں۔ ان کی خفیہ طاقتوں کو استعمال کر کے کائنات میں مختلف مظاہر اور قوتیں پیدا کی گئی ہیں یعنی ان 32 حروف کے ملاپ، توڑ جوڑ اور تہہ وبالا کر کے اللہ تعالیٰ نے کائنات اور اس کے اندر موجودات کو پیدا کیا۔ مخلوقات کی پیدائش کے لیے بھی انہی حروف کو استعمال کیا جاتا۔اسی نظریہ نے اسم اعظم اور اس کی طاقتوں کے تصور کو متعارف کروایا یہود کے مطابق ان 32 حروف میں سے انتہائی طاقت حروف کے ملاپ سے بنے اسم اعظم کے ورد سے اپنی مرضی کے خدائی فیصلے کروائے جا سکتے ہیں۔"(2)

دیگر مذاہب کا تصور تصوف کی بہ نسبت یہود کے صوفی تجربات اس عشق الٰہی سے خالی نظر آتے ہیں جس کے وصل کے ذائقہ سے آشنائی کے لیے صوفی یا سالک ریاضت کرتا ہے۔یہود اسم اعظم یا مخصوص اعداد کے جوڑ توڑ سے تیار کردہ منتروں کا مسلسل ورد کرتے ہیں۔ حالانکہ قدیم یہود میں اس روحانی تجربے کے لیے "القدوس" کے ورد کے ثبوت ملتے ہیں لیکن متاخرین نے عالم وجد میں جانے کے لیے اسمائے الٰہیہ کے وظیفے کے بجائے ان حروف کی طاقتوں کی حصول کی سعی شروع کر دی۔ دیگر مذاہب کے صوفی تجربات میں ایک مماثل تصور پایا جاتا ہے کہ کسی خاص نام یا الفاظ کے مجموعے

---

(1)ڈار بشیر احمد۔تاریخ تصوف، ص ۹۳

(2)Táreekh Tsawaf. P.111-112

(منتر) کو مخصوص اتار چڑھاؤ کے ساتھ بار بار پڑھنے سے ایسی سحر انگیز فضا قائم کی جا سکتی ہے جو روح کو عالم رنگ و بو کی واردات سے بے بہرہ کر کے اس سے روحانیت کے اس مقام تک لے جاتی ہے جسے 'عالم بے خودی' کہتے ہیں۔

"یہودی مناجات اور اردو وظائف پر مبنی ایک کتاب 'پیائش جسم' کے نام سے پائی جاتی ہے جو ثابت کرتی ہے کہ یہودی صوفی کے عالم لاشعور تک رسائی کا مقصد اس کے الٰہی اور وصل الٰہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کا دائرہ کار معلوم کرنا ہے۔یہود اسے عرش عظیم کا مشاہدہ سے تعبیر کرتے ہیں لیکن یہ عرشِ عظیم (کرسی) بمقام الٰہی کی ہیئت کے بارے میں نہیں بلکہ آیت الکرسی میں جو وسعت عرش الٰہی بیان ہوئی اس کا دائرہ کار کو جاننا ہے۔"(1)

یہودی صوفی دیگر مذاہب کی صوفیاء کی مانند ذکر، دھیان، عالم وجد اور بے خودی جیسی تمام صفات سے متصف نظر آتے ہیں۔ قدیم یہودی تصوف میں ہمیں وصل الٰہی اور عشق الٰہی کے حصول کے لیے بے خودی کے عالم میں جانا دنیاوی مصائب و آلام سے کنارہ کشی کے ساتھ اس مخصوص و مقدس روحانی تجربہ پر دسترس حاصل کرنا مقصد رہا لیکن علم کے دیگر مذہبی تجربات کے مانند تصوف بھی تحریف کا شکار ہو گیا۔اور روحانی تجربات وصل جاو حشم کی تگ ودو میں مدغم ہو گئے۔

عیسائیت میں تصوف کے تصورات

مسیحی تصوف نے آغاز میں ہی تصوف کی ایک نئی جہت یعنی 'رہبانیت' کو متعارف کروایا۔ مسیحیت میں رہبانیت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے پردہ فرمانے کے دو سو سال بعد رائج ہوئی لیکن مسیحیوں کے نزدیک اس کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوا۔ان کے نزدیک ترک دنیا اور درویشانہ زندگی، کاروباری اور شادی شدہ زندگی کی نسبت تزکیہ نفس کے لیے زیادہ قابل رغبت تھی۔ بالآخر تیسری صدی عیسوی تک یہ سوچ اچھا خاصے فتنے کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ عیسائی دنیا میں رہبانیت سے رغبت کی بڑی وجہ قدیم مشرک معاشرے میں اخلاقی پستی، شہوت پرستی، اخلاقی بے راہ روی اور دنیا پرستی کا حد سے بڑھ جانا تھا۔ عیسائی راہبوں نے مذہبی اور اخلاقی اعتدال کی بجائے شدت اور انتہا پسندی کو چن لیا۔اور اپنے سر پر ایسے طرز زندگی کو مسلط کر لیا جو محض جسمانی و نفسیاتی پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ مسیحی رہبانیت انہیں اپنے جسم کو اذیت دینا، گندا رہنے، شادی سے پرہیز، رشتہ داروں سے قطع تعلقی،انسانی فطرت سے جنگ اور فرقہ پرستی کی طرف راغب کرتی ہے۔ جبکہ تصوف کے حقیقی تصور سے آشنائی انجیل مقدس ان الفاظ میں کرواتی ہے۔

"اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے آپ کا نام مقدس ہے۔آپ کی بادشاہت آئے۔آپ کی رضا جیسے آسمان پر کامل ہے زمین پر بھی کامل ہو۔ ہمیں ہمارا رزق عطا فرمائیں۔اور ہمارے قرض ہمیں معاف فرما دیں جیسے ہم اپنے قرض

---

(1)Táreekh Tsawúf. P.110

داروں کو معاف کرتے ہیں۔اور ہمیں آزمائشوں میں مت ڈالیں بلکہ برائی سے بچائیں۔کیونکہ بادشاہت اور طاقت صرف آپ کی ہے۔"(1)

مسیحیت آغاز میں محض خود کو گناہوں سے بچانے، عبادت الٰہی میں مصروف رہنے اور خدمت خلق جیسی صفات سے متصف تھی۔اس دور میں انہیں بہت سے معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔جہالت وظلمت سے بھرے معاشرے میں پاک افکار کی ترویج ناممکن سی تھی۔حضرت عیسی علیہ السلام کا بحر طبریہ کے کنارے رہنا اور حواریوں کو تزکیہ نفس کے حصول کی تبلیغ کرنا۔انہیں رب کائنات کی وحدانیت اور طاقتوں سے روشناس کرنا اپنے آپ میں ایک درویشانہ زندگی کی مثال ہے۔اس چھوٹے سے گروہ میں زیادہ تر غریب افراد تھے جو معاشرتی نہ انصافیوں سے دل برداشتہ تھے آغوش نبوت نے ان کے لیے روحانی درماں کا سامان کیا۔وہ لوگ جو حقیقی طور پر مسیحیت کو سمجھتے تھے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے وہ نہایت رقت القلب اور اعلی اخلاقی عادات کے مالک تھے۔مظہر الدین صدیقی ان مسیحیوں کی صفات یوں بیان کرتے ہیں:

"ان عیسائی راہبوں میں سے جو اصل دین دار تھے انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدمت خلق کے لیے وقف کر دیا۔ لاعلاج لوگوں کی تیارداری کی، ایسے مریضوں جن کے اپنے گھر والے بھی ان سے دور بھاگتے تھے جیسے کوڑھ اور جزام کے مریض وغیرہ کی خدمت کی، مذہب کی تبلیغ کا فریضہ دور دراز علاقوں تک سرانجام دیا۔"(2)

یعنی عیسائی تصوف رہبانیت سے ہٹ کر بھی تصوف کے معنوں سے آشنا تھا لیکن اس میں بگاڑ اور پر تشدد ریاضت نے گو کہ دیگر ضعیف الاعتقاد مذاہب کے لوگوں کے لیے نئی جہت متعارف کروائی لیکن توحیدی اصولوں کے خلاف تھی۔

عیسائیت میں تصوف کے تجربات

تصوف کا کلیدی مفہوم مقصود محبت الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ ہدایت انسانی کا انتظام ابتدائے بشریت سے ہی کیا۔تاکہ انہیں دنیا و آخرت میں ہر طرح سے ذہنی اور جسمانی سکون عطا کیا جاسکے۔ رہبانیت محبت الٰہی میں غلو کے مترادف ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راحت کے لیے ہر طرح کا سامان کیا لیکن انسان کی اگر یہ سوچ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو ترک کر کے خود اذیتی سے اس کی دی ہوئی نعمتوں کی تکفیر کر کے اس کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے تو یہ ایک احمقانہ سوچ ہو گی۔

---

(1)Holy Book. Mattí. 6.9:15, P.10

(2)اسلام اور مذاہب عالم، ص۱۴۵

"رہبانیت کو مسیحی تعلیمات اور طرز زندگی کی ایک تکلیف دہ صورت کہا جا سکتا ہے جس میں ایک انسان اپنے تمام تر تعلقات کو پس پشت ڈال کر اور حقوق و فرائض سے بے بہرہ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لیتا ہے یعنی اپنی ذمہ داری اور جنسی ضروریات سے صرف نظر کرتا ہے۔"(1)

عیسائی تصوف اور اس کی ترویج کو مولانا مودودی رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں:

"تصوف ورہبانیت کی اگر اصل روح کو دیکھا جائے تو اس میں تزکیہ نفس کی اوج مقصود ہوتی ہے۔ عیسائی راہبوں کی نفس کشی کی ریاضتوں کو دیکھ کر عام فہم لوگ اس سے بے پناہ عقیدت رکھنے لگے تو بہت سے دنیادار منافقین نے اس بات سے فائدہ اٹھانے کے لیے تصوف کا لبادہ اوڑھ لیا۔ اور رہبانیت کو ایک کاروبار کی صورت میں ڈھال کر خانقاہوں کو سیاسی و مادی مفادات کے حصول کی خوفناک جگہ بنا دیا۔"(2)

مسیحیت ایسا نظریاتی مذہب ہے جس کو کوئی مخصوص علاقہ یا محفوظ مذہبی لٹریچر میسر نہ آسکا۔ یا یوں کہئیے کہ عیسی علیہ السلام کی تعلیمات جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوئیں ان کی پیروی میں مختلف علماء نے اس کو اپنی فکر اور سوچ کے مطابق لفظی مجموعے میں ڈھال دیا۔

"عیسائیت وہ تاریخی، اخلاقی اور خالق کائنات کی وحدانیت اور کفارے پر یقین رکھنے والا مذہب ہے جس میں خدا اور انسان کے درمیان تعلق کو یسوع مسیح کے کردار اور شخصیت سے مضبوط کیا گیا۔"(3)

عیسائی معاشرے نے یہود معاشرے کے اکابر علماء اور ان کے طریقہ تصوف کو دیکھا لیکن اس سے نظریاتی اور معاشرتی اختلافات کے باعث اور ان کی اخلاقی و معاشرتی بدکاریوں سے دل برداشتہ ہو کر مسیحیت نے ان کے متضاد رویوں کو اپنا کر معاشرے میں آرام پسندی کو سخت ریاضت، جسمانی نمود و نمائش کو جسمانی اذیت، عیش پرستی کو فطری و قدرتی رشتوں سے دوری اختیار کر کے تزکیہ نفس کے حصول کی کوشش کی گئی۔ لیکن اس سارے عمل میں انسانیت اور معاشرتی اقدار کی پستی میں جاپڑے اعتدال اور میانہ روی کا سبق بھلا کر ایک الگ ہی طریقہ تصوف و نجات کا روحانی تجربہ کیا۔ جس کا الہامی مذہب میں کوئی تصور نہ تھا۔

---

(1) خان محمد یوسف پروفیسر۔ تقابل ادیان، ص ۱۹۷

(2) مودودی ابوالاعلیٰ۔ اسلام اور رہبانیت، ص ۲۳

(3)Iames, Henertíng. Encyclopedía of relígíons and Ethícs-Thesis Christanity, T&T cane, 1925, vol-3, P-571

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ(1)

"پھر ہم نے ان رسولوں کے نقوشِ قدم پر (دوسرے) رسولوں کو بھیجا اور ہم نے ان کے پیچھے عیسٰی ابنِ مریم (علیہما السلام) کو بھیجا اور ہم نے انہیں انجیل عطا کی اور ہم نے اُن لوگوں کے دلوں میں جواُن کی (یعنی عیسٰی علیہ السلام کی صحیح) پیروی کر رہے تھے شفقت اور رحمت پیدا کر دی۔ اور رہبانیت (یعنی عبادتِ الٰہی کے لئے ترکِ دنیا اور لذّتوں سے کنارہ کشی) کی بدعت انہوں نے خود ایجاد کر لی تھی، اسے ہم نے اُن پر فرض نہیں کیا تھا، مگر (انہوں نے رہبانیت کی یہ بدعت) محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے (شروع کی تھی) پھر اس کی عملی نگہداشت کا جو حق تھا وہ اس کی ویسی نگہداشت نہ کر سکے (یعنی اسے اسی جذبہ اور پابندی سے جاری نہ رکھ سکی)، سو ہم نے اُن لوگوں کو جو ان میں سے ایمان لائے (اور بدعتِ رہبانیت کو رضائے الٰہی کے لئے جاری رکھے ہوئے) تھے، اُن کا اجر و ثواب عطا کر دیا اور ان میں سے اکثر لوگ (جو اس کے تارک ہو گئے اور بدل گئے) بہت نافرمان ہیں۔"

رہبانیت اور راہبوں کی اس روش سے لوگوں نے دین اور دنیا کو الگ سمجھنا شروع کر دیا۔ کچھ لوگ ان مجاہدوں میں شامل ہوئے کچھ ان کے مطیع۔ لیکن عام فہم لوگوں میں معاشرتی مسائل کی وجہ سے دین سے بیزاری کا عمل بھی سامنے آیا۔ عیسائی راہبوں کی سخت مشقتوں کے بارے میں مولانا مودودی یوں سخن ور ہیں:

"اسکندریہ کا سینٹ مکاریوس رہبانیت کی مشق و تزکیہ نفس کے حصول کے لیے 80 پونڈ وزن اپنے جسم کے ساتھ ہر وقت باندھے رکھتا۔ ریاضت کے لیے چھ ماہ تک ایک دلدل میں پڑا رہا اور اس کے جسم پر زہری مکھیاں کاٹتی رہیں۔ اس کے ایک شاگرد سینٹ یوسیبیوس نے اس سے بھی سخت ریاضت کی وہ اپنے جسم کے ساتھ 150 پونڈ وزن بندھے رکھتا اور تین سال ایک کنوئیں خشک میں گزار دیے۔"(2)

عیسائی راہبوں کی ازدواجی اور عائلی زندگی سے بے رغبتی کے بارے میں مودودی فرماتے ہیں:

---

(1)الحدید 27/13

(2)مودودی، تفہیم دین، ص ۳۲۷

"سینٹ نائلنس رہبانیت اختیار کرنے سے قبل شادی شدہ تھااوراس کے دو بچے بھی تھے لیکن اس نے اپنے فرائض کو یکسر نظرانداز کرکے رہبانیت کی راہ پکڑی۔ چوتھی صدی عیسوی تک یہ تصور مستحکم ہوچکا تھا کہ کلیسا کی خدمت کے لیے خود کو وقف کرنے والے والوں کے لیے شادی کرنا ایک گھناونا فعل ہے۔"(1)

رہبانیت میں مدعودان تصورات اوران کے فطرت سے متضاد تجربات نے عیسائی معاشرے میں بے راہ روی کی ڈراؤنی صورت کو متعارف کروایا جس سے لوگوں میں مسیحت کے عقائد و نظریات کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوا جبکہ اوّلین دور میں عیسائی مذہبی تجربات و تصورات کے بارے میں لٹریچر تیار ہو رہا تھااس میں صاحب علم لوگوں میں تصوف کے تصورات عین توحیدی تعلیمات کے مطابق تھے۔

"پولوس رسول عیسائی تصوف میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتاہے اس نے تصوف اور عبادت کو خداوند بزرگ برتر کی خوشنودی کے حصول اوراس کی رحمتوں کا حقدار بننے کا وسیلہ قرار دیا اگرچہ ناقدین کے مطابق چونکہ پولوس نے یہودیت چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کیا تھالہذااس کے افکار یونانیت اور یہودیت سے بھرپور تھے۔اوراس کی تعلیمات میں فیلو Philo کے تصور لوگوس Logos کا عنصر موجود تھا۔یعنی ایسی ہستی کا وجود جس کے وسیلے سے دعا اور روحانی تجربات کے بعد روح کی تطہیر کا وصل ممکن ہو سکے۔یعنی رہبر شریعت وطریقت کے بغیر روحانی تجربے کو بے بنیاد اور بے معنی قرار دیا۔"(2)

اسی طرح انجیل یوحنا کے مضامین بھی تصوف سے بھرپور معلومات فراہم کرتے ہیں:

"عیسائیت میں صوفیانہ افکار کی ترویج انجیل یوحنا کے افکار سے ہوئی۔ کلیمنٹ اسے روحانی انجیل کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ڈاکٹر جونس کے مطابق جس تصور عیسائیت کی یوحنا نے تبلیغ کی درحقیقت وہ انسانی داخل واردات اور تجربات پر ہی مبنی ہے۔"(3)

عیسائیت میں تصوف کے تصورات دونوں صورتوں میں موجود ہیں جس میں خالصتاً روحانی تجربات پر مبنی ہدایات موجود ہیں لیکن ایک طبقے کی ذاتی سوچ اور معاشرتی بیزاری نے عیسائی تصوف میں رہبانیت کی روش اختیار کی۔

(1)Modoodí, Tafheem-úl-Qúran. Islamíc publications 1996- Vol-5, p.329
(2)Encyclopedia Britanica, London 1955- P.55
(3) Jurjí, Edward, Jabra- Illúmination in Íslamíc Místicísm- Sindh saghar academy Lahore, P.1

اسلام میں تصوف کے تصورات

اسلامی تصوف کی بنیاد شریعت اور اس کے مآخذ قرآن و سنت ہے۔ اسلامی تصوف کا تقاضا ہے کہ عبادات و اخلاقیات کو حقوق وفرائض کے ترازو میں رکھ کر متوازن طریقے سے اس طرح لے کر چلنا کہ افکار وخیالات پر دنیا غالب نہ ہو سکے۔ اور انسانیت کے حقوق و فرائض رہبانیت کے بوجھ تلے نہ دب جائیں بلکہ ان دونوں کو گناہوں سے بچتے ہوئے خوف الٰہی اور حصول رضائے الٰہی احسن طریقے سے ادا کرنا ہی اسلامی تصوف کی معراج ہے۔

حدیث جبرائیل علیہ السلام کو اسلامی تصوف کی بنیاد کہا گیا ہے۔ اسلام ظاہر ہے لیکن ایمان کا تعلق باطن سے ہے احسان یہ ہے کہ اس طرح عبادت کی جائے کہ جیسے اللہ تعالیٰ بندے کے سامنے موجود ہیں اگر ایسا نہیں تو یہ خوف اپنے اندر رکھ کر عبادت کی جائے کہ بندہ اپنے اللہ کے حضور حاضر ہے اور احسان کے اسی مقام کو 'تصوف' کہا گیا ہے۔

سید علی ہجویری افکار تصوف کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

"تصوف حق ہے اور اس سے انکار کرنا جملہ انبیاء اور احکام شریعہ سے انکار کرنا ہے۔"(1)

اسلام میں وحی کے علاوہ علم کے دو ذرائع مانے جاتے ہیں ایک عقل اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی جانب سے قوت تفکر۔ اگر وحی کردہ بیان کے تناظر میں حصول ہو تو اجتہاد اور اگر وحی میں تذکرہ نہ ہو تو اسے انسانی تجربات اور مشاہدات میں شامل کریں گے۔ اسے منکشف کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاحات میں انہیں کشف اور الہام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کشف کو الہام کی ہی ایک صورت تعبیر کرتے ہیں لیکن علامہ ابن خلدون ان دونوں کے مفاہیم کی وضاحت ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

"کشف والہام میں معنی کے لحاظ سے فرق ہے۔ کشف سے مراد کسی مطلوبہ خفی شے کی حقیقت حاصل ہونا یا علم و حقیقت کا راز معلوم ہونا ہے اور الہام وہ بات یا راز ہے جو انسان کے قلب و دماغ میں القا ہو جائے۔ الہام وجدان کی ہی ایک صورت ہے۔"(2)

اسلامی تصوف دین و دنیا دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کی تربیت کرنا ہے۔ تصوف کے مکاشفات کو صاحب سیر الاولیاء ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

---

(1)Hajverí, Syed Alí- Kashaf úl Mahjoob script Tehran. Tsawúf foúndation Lahore, 1988, p.33

(2)ابن خلدون، مقدمہ، ص ۱۰۶۳

"ایک سالک کو رضائے الٰہی کے حصول اور تزکیۂ نفس کے لیے مجاہدہ کی تلقین کی جاتی ہے اور اس کے جواب میں وصل حقیقی عشق اور رضائے الٰہی ہونا چاہیئے۔اس مقصد کے حصول کے لیے تہجد گزاری اور اوراد روز و شب میں مشغول رہنا چاہیے تاکہ دل دنیا میں رہتے ہوئے ہر وقت یاد الٰہی میں ہی مستغرق رہے اور کبھی اس سے بے بہرہ نہ ہو۔"(1)

اسلام میں تو اس کے نفس کے حصول کے تین مراتب ہیں۔صبر، شکر اور احسان۔اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ نعمتوں اور اس کی جانب سے آزمائشوں پر صبر کرنا، اسی سے مدد کا خواستگار رہنا ایک سالک کی زندگی کا اہم جزو ہونا چاہیے۔ صبر کرنے والے مومنین کے درجات کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہوتا ہے:

وَالَّذِينَ صَبَرُواْ ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَأَنفَقُواْ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلاَنِيَةً وَيَدْرَؤُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُوْلَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ(2)

"اور جو لوگ اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے صبر کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ (دونوں طرح) خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے ذریعہ برائی کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت کا (حسین) گھر ہے"

اور اس صبر و توکل کے نتیجے میں اللہ پاک اپنی رحمت کا تعین ان الفاظ میں دلاتے ہیں:

سَلاَمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ(3)

"(انہیں خوش آمدید کہتے اور مبارک باد دیتے ہوئے کہیں گے:) تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کے صلہ میں، پس (اب دیکھو) آخرت کا گھر کیا خوب ہے"

صبر الٰہی کے بعد صوفی کا تزکیہ نفس کے لیے کا سب سے بڑا عمل ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔نہ صرف اس کی دی ہوئی نعمتوں کو دیکھ کر بلکہ اس نے اس کی رحمتوں کے نزول پر گہری نظر رکھتے ہوئے ہر وقت خود کو بارگاہ الٰہی میں بحیثیت شاکر پیش کرنا۔

---

(1) کرمانی، سید محمد مبارک۔سیر الاولیاء، ص۶۰۸

(2)سورۃ الرعد 22/13

(3)سورۃ الرعد 24/13

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُلُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُواْ لِلّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ(1)

"اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی بندگی بجالاتے ہو"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی تلقین انبیاء کرام علیہ السلام کو بھی فرمائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ(2)

"وہ(جنّات)ان کے لئے جو وہ چاہتے تھے بنادیتے تھے۔اُن میں بلند و بالا قلعے اور مجسّمے اور بڑے بڑے لگن تھے جو تالاب اور لنگر انداز دیگوں کی مانند تھے۔اے آلِ داؤد! (اللہ کا) شکر بجالاتے رہو،اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہی ہوئے ہیں"

تزکیۂ نفس کے حصول کی پیروی اور آخری منزل عبادت میں اور اعمال میں تقویٰ ہے یعنی 'احسان'۔انسان کوئی بھی عمل یا عبادت کرے اس کے پیش نظر تقویٰ ہونا چاہیے کہ اللہ پاک اس کے اس عمل کو دیکھ رہے ہیں، اس میں ریاکاری نہ کرے اور مقصود خالصتاً رضائے الٰہی ہی ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ

"اور انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی اسی طرح مختلف رنگ ہیں، بس اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں، یقیناً اللہ غالب ہے بڑا بخشنے والا ہے(3)

اسلامی تصوف میں زہد و ریاضت اور تصور عبادت قرآن و سنت کی بنیاد پر ہے بعض لوگ اسلامی تصوف کو دیگر مذاہب سے ماخوذ قرار دیتے ہیں اور اس بات پر بحث کرتے ہیں کہ اس عمل کو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یا

(1)سورۃ البقرہ 172/2

(2)سورۃ سبا13/34

(3)سورۃ الفاطر28/35

اکابر صحابہؓ نے نہیں اپنایا لہٰذا یہ دین اسلام میں بدعت ہے۔ لیکن اسلام میں تصوف کی تعلیمات اور تجربات اس بات کی صریح وضاحت کرتے ہیں کہ اسلامی تصوف کا مقصد تکمیل اخلاق ہے۔ یعنی اعلیٰ اخلاق کو اپنانا اور اخلاق سیئہ سے خود کو روکنے کی سعی کرنا۔ اور عبادات وافعال کی انجام دہی کے وقت اپنے قلب وذہن کو پوری توجہ کے ساتھ خالقِ حقیقی کی رضا سے جوڑے رکھنا ہے۔

اسلام میں تصوف کے تجربات

اسلام دین کامل ہے جس کے پاس مکمل ضابطہ حیات ہونے کا شرف حاصل ہے۔ کیونکہ دین فقط نظام کو کہا جاتا ہے جو ہر اعتبار سے کامل اور مکمل ہو۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو حقوق العباد کا درس دیتا ہے۔ اسلام کی صحیح معنوں میں پیروی کرنے والے کو مومن کہتے ہیں۔ مومن کی تعریف علامہ اقبال ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"ہر صحیح مومن فوق البشر ہے۔ اسلام وہ سانچہ ہے جس میں داخل ہو کر فوق البشر ڈھلتے ہیں۔ پھر ان سے سوال ہوا کہ ہیرو کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا جس کے افعال واعمال نوع انسانی کے لیے زندگی آسان کرنے والے ہوں۔ لیکن اسلام شخصیت پسندی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا بلکہ تمام مومنین سے ایک جیسے اعمال کا تقاضہ کرتا ہے۔"(1)

علامہ اقبالؒ ہر مومن کو صوفی کے درجے پر رکھتے ہیں جیسا کہ صوفی تعلیمات کے مطابق انسان کے کسی کام میں ریاکاری نہیں ہو بلکہ اس کا ہر عمل اور عبادت خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے مربوط ہو۔ اسلام میں تمام مسلمانوں کے حقوق یکساں رکھے ہیں۔ اس طرح عبادات اور اخلاص عبادت کے فرائض بھی سب پر یکساں ہیں۔ صوفی ازم میں انہی دو باتوں پر تعلیمات دی جاتی ہے اور انہی کی ریاضت مقصود ہوتی ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ ہر صحیح مومن دراصل صوفی ہے تو بے جا نا ہوگا۔

دیگر مذاہب کا طریق ہے کہ تصوف کو رہبانیت کے بغیر قبول نہیں کرتے یعنی ان کے نزدیک صفائے قلب اور عبادات میں اخلاص معاشرے میں رہ کر ممکن ہی نہیں۔ لیکن اسلام اس بات کی نفی کرتا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے تین صحابہ کرامؓ کو مسجد نبوی ﷺ میں گفتگو کرتے سنا، ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ سے روزے رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم

---

(1) بقا۔ محمد شریف۔ اقبال اور تصوف، ص ۲۰۰

سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ "فمن رغب عن سنتی فلیس منی "میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔"(1)

یعنی اسلام ترک دنیا کی ترغیب نہیں دیتا بلکہ اس میں رہ کر خود کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کی تلقین کرتا ہے ڈاکٹر نثار احمد فاروقی اسلامی فلسفہ تصوف اور اس کے روحانی تجربات کو ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

"مسلم فلسفۂ تصوف میں اللہ تعالٰی کا کثرت سے ذکر کرنا، اپنی تقصیر، کوتاہی، عاجزی اور درماندگی کا اظہار کرنا اور قرب الٰہی کا حصول ہے۔ ہر لمحہ اللہ کے ذکر میں محو رہنا، اس کا شکر کرنا اور اس کی رحمت طلب کرنے پر توجہ مرکوز کرنا ہے۔یہی عوامل ایک صوفی کی تربیت نفس کی روح ہوتے ہیں۔"(2)

صوفیاء کرام یا مومنین کے افکار و عوامل و روز و شب کا ذکر قرآن پاک میں ان الفاظ میں آیا ہے:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ(3)

"یہ وہ لوگ ہیں جو (سراپا نیاز بن کر) کھڑے اور (سراپا ادب بن کر) بیٹھے اور (ہجر میں تڑپتے ہوئے) اپنی کروٹوں پر (بھی) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق (میں کارفرما اس کی عظمت اور حُسن کے جلووں) میں فکر کرتے رہتے ہیں، (پھر اس کی معرفت سے لذت آشنا ہو کر پکار اٹھتے ہیں:) اے ہمارے رب! تو نے یہ (سب کچھ) بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا، تو (سب کوتاہیوں اور مجبوریوں سے) پاک ہے پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔"

مقاصد تصوف میں سب سے اہم بات سالک کی سیرت کو سنوارنا اور اسے نیک اعمال کی جانب راغب کرنا شامل ہے۔اور یہی درس اسلامی اخلاقیات سے مومن وصول کرتا ہے اعلٰی اخلاق، خالص عبادات اور تصوف سے متصف شخص اسلامی تصوف اس شخص کو گردانتی ہے جس کی سیرت پاکیزہ ہو، ذات میں شر و فساد کا ظہور نہ ہو، اسلامی اقدار و روایات کی پاسداری قرآن و سنت کے مطابق کرنے والا ہو، بلندی و خیالات کے ساتھ ظاہری اتباع بھی اس کی طبیعت کا خاصہ ہو۔

---

(1)Sahíh Al- Búkharí- Hádíth #5063. Edi Berut- 1998

(2)فاروقی ڈاکٹر نثار احمد۔چشتی تعلیمات، ص ۷۰-۷۱

(3)سورۃ آل عمران 191/3

سامی ادیان میں مشترکات واختلافات تصوف کا تقابلی جائزہ

عرفان کے کلی مسائل ان سوالات سے خالی نہیں کہ انسان کیا ہے؟ کہاں سے آیا؟ کیوں آیا؟ کہاں جائے گا؟ اس کو پیدا کرنے والا کون ہے؟اس کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟اس اس کی معاشرتی ذمہ داریاں کیاہیں؟اگر ہم تمام الہامی کتب اور ان کی تعلیمات کا جائزہ لیں تو یہ بات ثابت ہو گی کہ سب کے احکامات بلاکم وکاست ایک ہی ہیں۔ توحید رسالت اور عقیدہ آخرت کے احکامات ایک ہیں۔ صوری وفروعی احکامات بھی ایک ہی ہیں۔ عرفان وتصوف بھی دین کی مانند ہی ہے۔ عرفان آسمانی دین کی تفسیر اور روحانی توجیہات کی تشریح ہے اور دین عرفان کا سرچشمہ ہے۔ علمائے کرام کے مطابق ظہور اسلام سے صدیوں قبل یہود ونصاری میں بھی عرفان وتصوف کے افکار رائج تھے۔یہودی عالم Philo نے ایک صدی (قبل مسیح) میں تورات اور اس کے احکامات کی جو تفاسیر کی وہ ان قرآنی آیات کی تاویلات سے ملتی ہیں جو اسلامی صوفیاء کرام نے کیں۔

"فیلو کا فلسفہ وحدت الوجود اور نوفلاطونی افکار دونوں کا عیسائیت پر گہرا اثر تھا۔ عرب کے دور جاہلیت میں بھی ان عیسائی زاہدوں اور ان کی جماعتوں کا تذکرہ ملتا ہے اسلامی کتب میں جو حکایات اور داستانیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان ہوئی ہیں گویا مسلمان صوفی زاہد کے اقوال ہیں۔"(1)

عیسائیت اور اسلام دونوں میں تربیت کے حصول کے لیے خانقاہ نشینی مشترکہ مشق ہے لیکن فرق یہ ہے کہ عیسائی خانقاہ نشین دنیاوی معاملات، خونی رشتوں اور کاروباری معاملات ہر شے سے کنارہ کشی اختیار کرنا ہے جبکہ اسلامی تصوف میں سالک کو دنیا سے کنارہ کشی کی بجائے احوائے نفسی ودیگر اخلاقِ سیئہ سے بچنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔اسلامی تصوف کی تعریف اور مقاصد کو کشف المحجوب میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"آدمی جس قدر دنیا سے بیزار ہوتا ہے اس کا اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔اس کا مقصد یہ نہیں کہ وہ گھر گرہستی چھوڑ کر جنگل میں جا بیٹھے بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کی محبت کو دل میں نہ رکھنا درویشی کا کمال ہے۔اگر کوئی شخص دریا کے نزدیک جائے بغیر دامن تر نہ ہونے کا واویلا مچائے تو اس میں کمال نہیں۔"(2)

اسلام دیگر سامی ادیان کے طریقہ تصوف وریاضت یعنی رہبانیت کی سختی سے تردید کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

لا رهبانية فى الاسلام

---

(1)Táreekh tsáwaf , p-68
(2)Káshaf Al Mehjoob. P-56

کیرن آرمسٹرنگ اسلامی تصوف کو دیگر مذاہب سے ان الفاظ میں جدا کرتا ہے:

"عیسائی زیادہ زور اور مذہبی حقائق اوران پر سختی سے کارآمد ہونے کو دیتے ہی۔لگ بھگ یہی عمل دیگر مذاہب میں بھی کارفرما ہے لیکن اسلام کی خصوصیت ہے کہ وہ عقائد کے ساتھ عمل کو بھی برابر اہمیت دیتا ہے۔"(1)

خلاصہ بحث

تصوف اپنے اخلاق و معاملات کی صفا کا نام ہے۔ سامی ادیان میں قرب الٰہی اور رحمت الٰہی کے حصول کے لیے تصوف کے تصورات و تجربات الگ الگ ہیں۔ لیکن مقصد وصل الٰہی ہی ہے تصوف کا تصور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے اور ایک قابل تحسین و عزت منصب کے طور پر جانا جاتا ہے۔ لیکن تعلیمات اسلامیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ زندگی کے دیگر شعبہ جات کی طرح وہ صوفیاء کی رہنمائی بھی بہترین انداز میں کرتا ہے۔ کسی بھی قسم کی جسمانی، فطری یا معاشرتی بے راہ روی اور متشددانہ رویوں کی نفی کرتا ہے۔ زندگی گزارنے کے نہایت سادہ اور عین فطری اصول پیش کرتا ہے۔اسی طرح تصوف کو نہایت سادہ پیرائے میں حقوق و فرائض کی انصاف کے ساتھ ادائیگی، اور صبر و شکر اور عبادات میں احسان کو عین اسلامی سانچے میں ڈھالنے سے تصوف کی معراج اور وصل الٰہی کی بشارت دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(1) کیرن آرمسٹرنگ۔خدا کے لئے جنگ، ص۱۰۱